سوال

(496) زیورات کی ضمانت پر بنک سے قرض لینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نیشنل بنک آف پاکستان کی طرف سے سونے کے زیورات پر قرضہ دیاجاتا ہے اس پر بنک سود بھی وصول کرتا ہے، ان زیورات کی گارنٹی کےلیے بنک کی طرف سے ایک زرگر مقرر ہوتا ہے جوبنک سے توکچھ وصول نہیں کرتا البتہ قرضہ والوں سے زیورات کی گارنٹی کے عوض کچھ فیس وصول کرتا ہے بنک کی طرف سے یہ ڈیوٹی اور گارنٹی پر فیس کی وصولی شرعاً کیا حیثیت رکھتی ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث میں بیان ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آجائے گا کہ کوئی بھی سود کی لعنت سے محفوظ نہیں رہے گا، اگر کوئی سود نہیں لے گا تو اس کے غبار و دھواں سے ضرور دوچار ہوگا۔ [ابن ماجہ، التجارات: ۲۲۷۸]

چنانچہ آج ہماری یہی کیفیت ہے، اس کا مصداق سوال میں ذکر کردہ صورت میں دیکھا جاتا ہے کہ بنک والوں نے لوگوں کو پھانسنے کےلئے کیا کیا صورتیں پیدا کر رکھی ہیں، بنک زیورات کی گارنٹی پر لوگوں کو سود دیتا ہے۔ لیکن زیورات کے معیار اور اس کی مقدار کےلئے ایک آدمی مقرر ہے جو بنک سے توکچھ وصول نہیں کرتا لیکن زیورات والوں سے اس گارنٹی کے عوض فیس وصول کرتا ہے، گویا بنک جب قرضہ جاری کرتا ہے تو اس زرگر کی شہادت پر دیتا ہے کہ ان زیورات کا معیار یہ ہے اور مقدار اتنی ہے یعنی گارنٹی دینے والا بنک اور قرضہ لینے والے کے درمیان ایک واسطہ ہے اور اس کی گواہی پر قرضہ جاری ہوتا ہے، اب ہم حدیث پر غور کرتے ہیں کہ ایسا کام کرنے کے متعلق کیا وعید ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے متعلق گواہی دینے والے پر فرمایا کہ یہ سب جرم میں برابر کے شریک ہیں۔‘‘ [صحیح مسلم، المساقاۃ: ۴۰۹۳]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ ’’سود کھانے، کھلانے والا، اس کی گواہی دینے اسے ضبط تحریر میں لانے والا یہ سب قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت زدہ ہوں گے بشرطیکہ دیدہ ودانستہ ایسا کام کرتے ہوں۔‘‘ [مسند امام احمد، ص: ۴۳۰، ج ۱]

ان احادیث کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ سودی معاملات میں گواہی دینے والا بھی سود خوری کے جرم میں برابر کا شریک ہے، صورت مسؤلہ میں سودی سلسلہ میں گواہی کی ایک شکل ہے، لہٰذا اس کاروبار کو ترک کر دینا چاہیے، اس کے علاوہ قرآن کریم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ’’تقوی اور بھلے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور زیادتی والے معاملات

میں کسی کا تعاون نہ کرو۔‘‘ [۵/المائدہ:۲]

درج بالا صورت بھی گناہ اور نافرمانی میں بینک کا تعاون کرنا ہے، ہمارے ہاں بنکاری نظام کی بنیاد سود پر ہے، اس لئے اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون شرعاً ممنوع ہے، لہٰذا ایک مسلمان کو دنیا کی بجائے اپنی آخرت کی فکر ہونی چاہیے، یہ دنیا کا ساز و سامان تو دنیا میں ہی رہ جائے گا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:492